قرآن خوانی سے ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

تحریر: مولانا فیض احمد مدرس جامعہ علوم اُثریہ جہلم

بحیثیت مسلمان ہر شخص کیلئے فرض اور واجب ہے کہ وہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کے فرمودات عالیہ سے ہی راہنمائی حاصل کرے۔ اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی پنہاں ہے اور قرآن حکیم نے بھی یہی مطالبہ کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿قل أطیعوا الله والرسول فإن تولوا فإن الله لایحب الکافرین﴾ (آل عمران:۳۲)

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کہہ دیجئے! (اے لوگو) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، پس اگر وہ لوگ اس (اطاعت) سے روگردانی کرلیں تو بیشک اللہ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا۔''

اور شاعر نے بھی اس بارے میں یوں جذبات کا اظہار کیا ہے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو　　اِدھر فرمانِ محمد ﷺ ہو اُدھر گردن جھکائی ہو

آج کل مُردوں کیلئے قرآن خوانی کا مسئلہ ہر جگہ زیر بحث ہے۔ اگر قرآن و حدیث میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ شریعت نے اس مسئلہ کو بھی واضح بیان کیا ہے۔ اور مُردوں کیلئے ایصال ثواب کی صحیح صورتوں کی بھی نشان دہی فرمائی ہے۔ جیسا کہ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو دنیا کے ساتھ اس کا ہر عمل دخل ختم ہو جاتا ہے اور صرف درج ذیل تین اعمال اس کیلئے باقی رہتے ہیں۔

۱۔ اگر اس نے کوئی صدقہ کیا ہو تو جب تک وہ جاری رہے گا اسے مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہے گا۔

۲۔ اگر اس نے تعلیم و تعلم کا کام کیا ہو تو جب تک اس کے علم سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے گا اسے مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہے گا۔

۳۔ اسی طرح اگر اس نے اپنے بعد نیک اولاد چھوڑی ہوگی تو وہ اگر اس کیلئے دعا کرے گی تو وہ قبول کی جائے گی۔

چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: (إذامات الانسان انقطع عنه عمله إلامن ثلاثة أشیاء: صدقة جاریة أوعلم ینتفع به أو ولد صالح یدعوله) (صحیح مسلم/کتاب الھبات) ترجمہ: ''جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو دنیا کے ساتھ اس کا عمل کٹ جاتا ہے۔ مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ صدقہ

جاریہ، نفع بخش علم اور نیک اولاد جو کہ اس کیلئے دعا کرے۔''

اب اس مذکورہ بالا حدیث شریف کی روشنی میں چاہیئے تو یہ تھا کہ تمام مسلمان فوت شدگان کے بارے میں ایصال ثواب کیلئے ان تین قسم کے ذرائع پر ہی مضبوط عقیدہ رکھتے اور پھر انہی پر اکتفا کرتے۔مگر پیٹ کے پجاری مولویوں نے ایصال ثواب کیلئے مردوں کیلئے قرآن خوانی کا طریقہ ایجاد کرلیا۔اور پھر اس خلافِ شرع طریقے پر انہوں نے کئی ایک موضوع، من گھڑت اور جھوٹی روایات بھی بطور دلیل پیش کر ڈالیں۔

ا۔ مثلاً وہ دار قطنی کی ایک روایت حضرت علیؓ سے پیش کرتے ہیں کہ ترجمہ: ''آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان سے گزرا اور اس نے سورۃ اخلاص گیارہ (11) مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو اسے مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔

۲۔ دوسری حدیث حضرت انسؓ سے پیش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جو آدمی قبرستان میں داخل ہوا اور اس نے سورۃ یٰسین پڑھی تو اس کی برکت سے اس دن کیلئے مردوں کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی اور قرآن خوانی کرنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گے۔ (اسے ثعلبی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا)

۳۔ تیسری حدیث یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرۃؓ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی قبرستان میں داخل ہوا اور پھر اس نے ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور سورۃ الھاکم التکاثر پڑھ کر یہ کہا: ''اے اللہ! میں نے تیرے کلام سے جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب ان قبر والے مومنین ومومنات کو بخشا'' تو وہ تمام قبر والے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کیلئے سفارش کرتے ہیں۔(اسے امام سیوطی نے اپنی کتاب شرح الصدور میں بیان کیا)

قرآن خوانی سے ایصال ثواب کا ایسی کئی اور من گھڑت روایات سے بھی سہارا لیتے ہیں۔حالانکہ یہ مذکورہ بالا تمام روایات موضوع من گھڑت اور جھوٹی ہیں۔جن کی حقیقت امام العصر الشیخ ناصر الدین البانیؒ نے اپنی مشہور ترین کتاب بنام ''سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ'' میں واضح کر دی ہے اور انہوں نے ثابت کیا ہے کہ یہ ایسی من گھڑت روایات ہیں کہ جن کی کوئی اصل نہیں۔

افسوس صد افسوس ! کہلائے اپنے آپ کو مسلمان !! اور وہ حجت پکڑے موضوع، من گھڑت روایات سے تو پھر اس کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

منافقت کا نصاب پڑھ کر محبتوں کی کتاب لکھنا   بڑا کٹھن ہے خزاں کے ماتھے پہ داستانِ گلاب لکھنا

بہر حال کذاب اور دجال لوگوں نے ان روایات کو گھڑ لیا اور پھر مطلب پرست اور خود غرض مولویوں نے اپنی روٹی سیدھی کرنے کیلئے ان روایات کو استعمال بھی کر لیا۔ مگر کسی نے بھی یہ نہ سوچا کہ اپنی طرف سے جھوٹی حدیث بنا کر آپ ﷺ کی ذات اقدس کی طرف منسوب کرنے کا انجام کیا ہے؟

سنیئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار**) (صحیح مسلم/ باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ) ترجمہ: ''جس شخص نے بھی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

مذکورہ صحیح السند حدیث مبارک سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوا کہ جھوٹی روایات گھڑنا اور ان کا سہارا لینا انسان کو ملعون اور پکا جہنمی بنا دیتا ہے۔ جبکہ دیگر کئی ایک صحیح السند احادیث سے ثابت بھی ہے کہ قبرستان میں قرآن خوانی کرنا بالکل منع ہے۔ چہ جائیکہ قرآن خوانی کر کے مردوں کو ایصال ثواب کیا جائے۔

چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: (**لاتجعلوا بيوتكم مقابر إن الشيطان ينفر من البيت الذى تقرأ فيه سورة البقرة**) (صحیح مسلم/ کتاب صلوٰۃ المسافرین) ترجمہ: ''تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، بیشک جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔''

ایک دوسری حدیث پاک میں آپ ﷺ نے فرمایا: (**لاتجعلوا بيوتكم مقابر وان البيت الذى تقرأ البقرة فيه لايدخله الشيطان**) (جامع الترمذی/ ابواب فضائل القرآن) ترجمہ: ''تم اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ، بیشک جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔''

مذکورہ بالا احادیثِ صحیحہ سے قطعی ثابت ہوا کہ گھروں میں قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہئے کیونکہ وہاں قبرستان نہیں اور قبرستان میں تلاوت نہیں کرنی چاہئے کیونکہ وہاں گھر نہیں ہیں۔ اگر قبرستان میں جا کر قرآن خوانی یا ویسے ہی گھروں میں کرایہ پر مولویوں کو بلا کر قرآن خوانی مردوں کے ایصال ثواب کیلئے جائز ہوتی تو محبوبِ ربانی حضرت محمد ﷺ جو کہ ایمان والوں کیلئے رؤف و رحیم تھے، اس طرح ہرگز نہ فرماتے۔ آپ ﷺ نے ایسا صرف اس لئے فرمایا تھا کیونکہ قبریں قرآن خوانی کی جگہ نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی صحیح طور پر یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے قبروں پر مردوں کیلئے قرآن خوانی کی ہو اور مردوں کو ایصال ثواب کیا ہو۔ حالانکہ آپ ﷺ نے کثرت سے

قبرستان کی زیارت فرمائی اور لوگوں کو زیارتِ قبور کے آداب وطریقے بھی بتلائے۔ اگر قرآن خوانی جائز ہوتی تو آپ ﷺ ایصال ثواب کے اس طریقے کی بھی وضاحت فرماتے۔

ائمہ اربعہ اور فوت شدگان کیلئے قرآن خوانی

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (ثم القرأة عندالقبور مكروهة عندأبي حنيفة ومالك وأحمد رحمهم الله في رواية لانه محدث لم ترد به السنة وكذالك قال شارح الأحياء) (الفقہ الاکبر: ۱۱۰) ترجمہ: ''امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک قبروں کے پاس قرآن خوانی مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔ اس کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی اور شارح احیاء العلوم کا بھی یہی بیان ہے۔''

امام نوویؒ درج بالا حدیث (إذامات الانسان ....) کی شرح میں فرماتے ہیں: ''قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو بخشنا اور میت کی طرف سے نماز پڑھنا وغیرہ کے بارے میں امام شافعیؒ اور جمہور کا یہ مسلک ہے کہ اس کا ثواب میت کو ہرگز نہیں پہنچتا۔ (شرح صحیح مسلم از نوویؒ)

ایک حدیث کی وضاحت : رہی بات اس حدیث کی کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: (اقرؤا على موتاكم يٰسين) ترجمہ: ''تم اپنے مُردوں پر سورۃ یٰسین پڑھو'' تو یہ حدیث مضطرب الاسناد اور مجہول السند ہے۔ جو کہ کسی بھی صورت میں قابل حجت نہیں۔ ہاں اگر صحیح بھی مان لی جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ قبر میں میت کیلئے سورۃ یٰسین پڑھی جائے بلکہ جب کوئی فوت ہو رہا ہو تو اس وقت پڑھی جائے تاکہ اسے سکراتِ موت میں آسانی ہو۔

امام ابوالحسن البعلیؒ کا بیان ہے کہ کرایہ پر قرآن خوانی جائز نہیں اور نہ ہی اس کا ثواب مردوں کو بخشنا جائز ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق علمائے سلف سے صحیح طور پر کچھ منقول نہیں اور قرآن خوانی کرنے والا جب روپے لے کر پڑھے گا تو اس کو بذات خود ثواب نہیں ملے گا۔ وہ مُردوں کو کیا چیز بخشے گا؟

نکتہ : اگر قرآن خوانی جائز ہوتی اور مردوں کو اس کا ایصال ثواب بھی درست ہوتا تو کوئی بھی شخص جہنم میں نہ جاتا۔ خصوصاً مال و دولت والے لوگ تو اول نمبر پر ہوتے اور قرآن خوانی کروا کروا کر اپنے ظالم و مشرک مُردوں کو بڑی آسانی سے بذریعہ ایصال ثواب بخشوا لیتے۔ جب کہ عقل بھی اس طریقے کو تسلیم نہیں کرتی۔